اسلامی قانونِ تعزیرات

جرائمِ قصاص

از: ڈاکٹر عبدالعزیز عامر

ترجمہ: سید معروف شاہ شیرازی

(۴)

قصاص عربی زبان میں قَص کے معنی کاٹنے کے ہیں۔ اسی سے لفظ قصاص ماخوذ ہے جس سے مراد مضرّت رسیدہ شخص کے زخم یا قتل کے بدلے مجرم کو زخمی یا قتل کرنا ہے۔[1]

فقہاء نے قصاص کی تعریف یُوں کی ہے: وہ ایک مقررہ سزا ہے جو ایک فرد کے حق کے طور پر واجب ہوتی ہے۔[2] ایک لحاظ سے تو یہ حدود سے مشابہ ہے کہ دونوں کی سزائیں مقررہ ہیں لیکن دوسرے لحاظ سے ان میں اختلاف ہے کہ قصاص بطورِ حقِ فرد واجب ہے اور حدود بطورِ حقوق اللہ سزا کے مقرر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ محدود اور معیّن ہے۔ اس کی کوئی ادنیٰ یا اعلیٰ حد نہیں جس کے درمیان اس کے مختلف درجے متعین ہو سکیں۔ رہی یہ بات کہ قصاص بطورِ حقِ فرد واجب ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ مضرّت رسیدہ شخص اور خون کے وارث اگر چاہیں تو اُسے معاف کر سکتے ہیں اور معافی سے سزا ختم ہو جاتی ہے۔[3]

---

[1] لسان العرب ج ۸ ص ۱۴۲ طبع اول مطبع امیریہ۔ رسالۃ القصاص فی الشریعۃ الاسلامیۃ: ڈاکٹر احمد محمد ابراہیم طبع ۱۳۶۳ھ، ۱۹۴۴ء ص ۲۶ مصر۔

[2] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، زیلعی ج ۶ ص ۹۷ اور اس کے بعد طبع اول مطبع امیریہ، بولاق مصر ۱۳۱۵ھ۔ بدایۃ المجتہد، ابن رشد، ج ۲ ص ۳۴۳ اور اس کے بعد۔ الاحکام السلطانیہ، ماوردی ص ۲۰۹ اور بعد۔ التشریع الجنائی الاسلامی

[3] ... ص ... اور اس کے بعد ص ۶۶۳ اور اس کے بعد۔

جن جرائم پر اللہ تعالیٰ نے قصاص فرض کیا ہے ان میں قتلِ عمد اور وہ جرائم شامل ہیں جن میں بدن انسانی کو نقصان پہنچا ہو۔ ہم ذیل میں اختصار سے ان کے بارے میں بحث کریں گے۔

قتلِ عمد: قرآن وسنت میں متعدد نصوص اس بارے میں وارد ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی۔ (البقرہ ۔ ۱۷۸)	اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص کا حکم دیا جاتا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ (بنی اسرائیل ۳۳)	اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے، ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ قتل میں زیادتی نہ کرے۔
وَکَتَبْنَا عَلَیْھِمْ فِیْھَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ ۔ ۴۵)	اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان۔

اس آخری آیت میں بنی اسرائیل کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ اس حکم کا شرعاً منسوخ ہونا ثابت نہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے بھی یہی ہوگا[1]۔ نیز حدیث نبوی میں ہے: "العمد قود"[2] یعنی قتلِ عمد موجب قصاص ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کسی کا خون بہانا صرف تین وجوہات سے جائز ہے ان میں سے ایک "نفس کے بدلے نفس" ہے[3]۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتلِ عمد وہ ہوگا جس کا ارتکاب ارادۂ قتل سے، اسلحہ یا اس کے مانند کسی ایسی چیز سے کیا گیا ہو جو تفریقِ اعضا کی صلاحیت رکھتی ہو، مثلاً نوکدار تنجیر، لکڑی اور اس کے مشابہ دوسری چیزیں۔ اس قسم کے آلے کا اعتبار اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کا استعمال اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ قاتل ارادۂ قتل

---

[1] احکام القرآن، جصاص، ج ا ص ۱۳۴، ۱۳۵۔

[2] ؍ ؍ ، ج ا ص ۱۳۶ اور اس کے بعد۔

[3] ایضاً

رکھتا تھا[۱]۔ امام یوسف اور امام محمد امام ابوحنیفہ سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قتلِ عمد آلہ سے بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے طریقوں سے بھی ہو سکتا ہے جن کے نتیجے میں عادۃً موت واقع ہوتی ہے۔ اس لیے وہ ڈبونے[۲]، گلا گھونٹنے[۳]، کسی اونچی جگہ مثلاً چھت وغیرہ سے گرانے اور اس قسم کا زہر کھلانے کو بھی قتلِ عمد قرار دیتے ہیں، جو فوراً قتل کرتا ہو، اور مجرم جانتا ہو کہ یہ مہلک ہوگا[۴]۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قاتل اگر ارادۃً کسی تیز دھار والے آلے سے قتل کرتا ہے جو لوہے کا ہو یا ایسی چیز کا ہو جو لوہے کی طرح گوشت میں سے گزرتی ہو، نیز اسی طرح جو چیز عموماً اپنے بوجھ کی وجہ سے قتل کر دیتی ہے، مثلاً پتھر اور لکڑی یا جس کے بارے میں یہ خیال ہوتا ہو کہ اس کے استعمال سے موت واقع ہو جائے گی تو یہ تمام قتلِ عمد شمار ہوں گے اور قصاص واجب ہوگا[۵]۔

فقہا کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو دلائل اوپر بیان کیے جا چکے ہیں ان کی بنا پر اگر قتلِ عمد کی شرائط پوری ہو جائیں تو اس میں قصاص واجب ہے[۶]۔ الا یہ کہ مقتول کا وارث قصاص معاف کر دے[۷]۔

قصاص سے دِیَت کی طرف منتقل ہونے میں قدرے اختلاف ہے کہ آیا دیت مقتول کے وارثوں کا حق ہے اور اس بارے میں قاتل کی رضامندی ضروری نہیں ہے، یا طرفین کی رضامندی ضروری ہے، بایں معنی کہ اگر قاتل کی مرضی نہ ہو تو وارث کے لیے صرف یہ اختیار باقی رہ جاتا ہے کہ وہ قصاص لے یا بغیر دیت معاف کر دے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں وارثوں کے لیے صرف یہ حق ہے کہ وہ بغیر دیت

---

۱ البدائع الصنائع، الکاسانی ج۷ ص ۲۳۳۔ شرح الزیلعی علی متن الکنز ج ۶ ص ۹۷ اور اس کے بعد۔

۲ الکاسانی، ج ۶ ص ۱۵۲ اور بعد

۳ ایضاً، ص ۱۵۲-۱۵۳

۴ الکاسانی، ج ۶ ص ۱۵۲

۵ الاحکام السلطانیۃ الماوردی ص ۲۱۹۔ المغنی، ابن قدامہ، ج ۹، ص ۳۲۱

۶ شرائط قصاص قتل عمد کے بارے میں الکاسانی، ج ۷، ص ۲۳۴ اور اس کے بعد ملاحظہ ہو۔

۷ بدایۃ المجتہد، ابن رشد، ج ۲ ص ۳۲۶۔ المغنی ج ۹ ص ۳۳۳ اور اس کے بعد۔

معاف کردیں یا قصاص لیں، الّا یہ کہ قاتل جس سے قصاص لیا جا رہا ہے دیت دینے پر رضامند ہو۔ امام مالکؒ سے یہ روایت ابن قاسم نے نقل کی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور بعض دوسرے فقہاء کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی، احمد اور داؤد اور بعض دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ وارث کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا بغیر دیت کے معاف کردے یا دیت لے، اور اس میں قاتل کی رضامندی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابن اشہب نے امام مالک سے بھی ایک قول ایسا ہی نقل کیا ہے۔ البتہ امام مالک کی پہلی رائے زیادہ مشہور ہے۔[1]

اعضاءِ جسم میں قصاص

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اَلْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ (آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں قصاص ہوگا۔

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ ربیع بنت نضر بن انس نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا۔ انہوں نے اس دیت کی پیش کش کی، لیکن ―――――――

لونڈی والوں نے قصاص کے سوا کسی اور صورت میں راضی ہونے سے انکار کر دیا۔ مجرم کے بھائی انس بن نضر آئے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "حضور کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس کا دانت نہ توڑا جائے گا"۔ حضورؐ نے فرمایا "انس، اللہ کا حکم ہی قصاص کا ہے"۔

علمائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ قتل سے کم تر جسمانی نقصانات کے معاملہ میں جہاں بھی قصاص لینا ممکن ہو وہاں قصاص ہی لیا جائے گا۔ قتلِ نفس کے معاملہ میں قصاص کے حکم کی جو علّت ہے وہی قتلِ نفس سے کم تر درجہ کے جسمانی نقصانات کی صورت میں بھی قائم ہے، کیونکہ شریعت نے انسان کی حفاظت کے لیے قصاص کا حکم دیا ہے، اور جان کی طرح جسم کی حفاظت بھی ضروری ہے، لہٰذا قصاص یہاں بھی اس طرح واجب ہونا چاہیے۔[2]

اس بنا پر جو عضو جوڑ سے کاٹ دیا جائے اس میں قصاص ہے۔[3] اسی طرح اگر کسی عضو کو اس قدر

---

[1] بدایۃ المجتہد، ابن رشد، ج ۲ ص ۳۳۶ اور اس کے بعد۔ احکام السلطانیہ، ابویعلیٰ ص ۲۵۶۔

[2] المغنی، ج ۹، ص ۴۰۹ اور اس کے بعد، ص ۴۱۶ اور اس کے بعد [3] الکاسانی ج ۷ ص ۲۹۶۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ ص ۲۶۰

مضرت پہنچے کہ اس کی سُود مندی ختم ہو جائے اگرچہ محل باقی ہو تو اس میں بھی قصاص ہے[1]۔ نیز ایسے زخم میں جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے قصاص واجب ہے[2]۔

ان حالات میں قصاص لینے کے لیے عمداً مضرت رسانی کے ساتھ ساتھ کئی اور شرائط بھی ہیں جن میں سے اہم یہ ہے کہ "محل قصاص اعضاء" باہم مماثلت رکھتے ہوں اور مضرت رسیدہ عضو جیسا عضو کاٹنا ممکن ہو تاکہ برابر کا بدلہ ہو سکے اور قصاص میں الٹا ظلم نہ ہو جائے[3]۔

اگر کوئی شخص اعضاء بدن اور زخموں کے قصاص کے بدلے دیت لینے پر راضی ہو جائے تو پوری دیت واجب ہوگی جبکہ مضرت جسم کے کسی منفرد عضو کو پہنچی ہو۔ لیکن جو اعضاءِ جسم انسانی میں دو دو ہیں، ان میں سے ایک کو نقصان پہنچنے پر نصف دیت ہوگی اور جو اعضاء جسم میں چار ہیں ان میں سے ایک کو نقصان پہنچنے پر دیت کا ¼ واجب ہوگا۔ اسی طرح آگے بھی۔ نیز ایسی صورتوں میں تاوان واجب ہوگا جن میں شارع نے کوئی خاص قصاص مقرر نہیں کیا ہے[4]۔

---

[1] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۶

[2] الکاسانی ج ۷، ص ۳۰۹ اور الاحکام السلطانیہ ابو یعلیٰ ص ۲۶۲۔

[3] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۷۔

[4] الکاسانی ج ۷، ص ۳۱۱ اور اس کے بعد۔ المغنی ج ۹ ص ۴۸۰ اور اس کے بعد۔ دیت کی نوعیت کیا ہے؟ اس کو کبھی تو سزا (PUNISHMENT) کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دراصل مجرم کو مالی سزا دینا ہے، اور صاحبِ حق کے مطالبہ پر بلا توقف اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور دیت پر اتفاق ہو جانے کی صورت میں مجرم کو اس کے جرم کی سزا دینا ممکن ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اس کو تاوان قرار دیا جاتا ہے کیونکہ یہ رقم افراد کو دی جاتی ہے، خزانۂ حکومت میں داخل نہیں کی جاتی۔ نیز اس بنا پر بھی اسے تاوان کہتے ہیں کہ اس سے مظلوم کے نقصان کی ایک حد تک تلافی ہو جاتی ہے۔ انہی وجوہ سے بعض لوگ اسے بیک وقت سزا بھی قرار دیتے ہیں اور تاوان بھی۔ دیکھیے التشریع الجنائی الاسلامی، عبدالقادر عودہؒ، ج ۱ ص ۶۶۸ اور اس کے بعد۔ رسالہ الدیۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ، ڈاکٹر صادق ابو ہیف، طبع ۱۹۳۲ء ص ۲ اور اس کے بعد۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیت کے اندر سزا اور معاوضہ دونوں کے اہم پہلو جمع ہو گئے ہیں، اس لیے یہ دونوں کے مشابہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق)

۴ ہے۔ لیکن وہ سزا کے زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ قصاص کی جگہ لیتی ہے اور قصاص بہر حال سزا ہے۔ نیز دیت کی جگہ تعزیری سزائیں دی جاتی ہیں جبکہ مظلوم دیت سے دست بردار ہو جائے، اور یہ سزائیں مظلوم کے مطالبہ کے بغیر دی جاتی ہیں، اور بہر حال دیت میں بھی مجرموں کو جرم سے باز رکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ سب صفات سزا کی بنیادی خصوصیات میں سے ہیں۔ صرف یہ بات کہ قصاص مضرت رسیدہ یا وارثوں کا حق ہے، دیت سے صفتِ سزا کو ختم نہیں کر دیتی۔ البتہ یہ کہنا ممکن ہے کہ چونکہ دیت خزانۂ عامہ (PUBlIC TREASURY) میں نہیں داخل ہوتی بلکہ افراد کو دی جاتی ہے اس لیے وہ خالص سزا نہیں ہے۔

تفہیم القرآن (جلد اوّل)

سورۃ فاتحہ تا سورۃ الانعام

الحمدللہ تفہیم القرآن جلد اوّل کا نظرِثانی شدہ نیا ایڈیشن آفسٹ پر طبع ہو چکا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل بالترتیب کی جا رہی ہے۔ اپنی فرمائش سے مطلع فرما دیں۔ جلد اول بفضلِ تعالیٰ نہایت عمدہ، خوبصورت اور نفیس کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ ھدیہ -/۲۶-

اس کے علاوہ: جلد دوم، سورۃ الاعراف تا بنی اسرائیل ۲۴/۵۰

جلد سوم، سورۃ الکہف تا سورۃ الروم ۲۷/۵۰

جلد چہارم، سورۃ لقمان تا سورۃ الاحقاف ۲۶/

بھی اسٹاک میں موجود ہیں۔ محصول ڈاک فی جلد قریباً ۱/۷۵

فرمائش بھیجنے کا پتہ:

مکتبہ تعمیر انسانیت - موچی دروازہ - لاہور